© rasailojaraid.com

جناب سید رفاقت علی شاہ صاحب
اضافہ۔ سمیع الحق

اکوڑہ خٹک کے ایک متبحر عالم
علامہ عبدالنور سنخروی رحمۃ اللہ علیہ
تلمیذ رشید مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

حضرت علامہ عبدالنور سواتی سنخرویؒ کی زندگی کا بیشتر حصہ اکوڑہ خٹک میں گذرا ، یہیں انتقال فرمایا وہ ان علماء ربانیین میں سے تھے جن کا تعلق دارالعلوم دیوبند کے طبقہ اولیٰ کے اکابر و مشائخ سے تھا۔ درس و تدریس کے ساتھ ساتھ رسم و رواج کے خلاف جہاد اور احیاء سنت کی جد وجہد ان کا خصوصی وصف رہا ، حمیت حق سے سرشار رہتے ، اکوڑہ خٹک اور اس کے گرد و نواح سے کئی غیر شرعی امور اور بدعات کا قلع قمع فرمایا۔ میرے جد امجد الحاج مولانا معروف گل مرحوم بھی ان مساعی میں ان کے ساتھ تھے۔ علمی تبحر اور تعمق کا اندازہ ان کے کئی تصانیف سے ہو سکتا ہے جنکی نئے انداز میں ترتیب و تبویب اور اشاعت کی ضرورت ہے ۔ عرصہ سے خیال تھا کہ مولانا مرحوم کے احوال و سوانح اور علوم پر کوئی توجہ دے میری خواہش پر مولانا مرحوم کے حفید سید رفاقت علی شاہ صاحب نے مرحوم کی سوانح پر یہ مضمون قلمبند کیا جو اس سلسلہ کا بالکل ابتدائی کام ہے ۔ آگے اللہ تعالیٰ کسی کو توفیق دے کہ مزید تحقیق و تنقیح سے مولانا کے افکار و سوانح پر کام کر سکے ۔

مضمون کے بعد احقر نے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور دیگر اکابر کے تحریر کردہ مولانا مرحوم کے بارہ میں تاثرات و سندات جو اصل شکل میں ناچیز کے پاس محفوظ ہیں شامل کئے ہیں ۔

(سمیع الحق)

آپ کا اسم گرامی سید محمد عبدالنورؒ اور والد ماجد علامہ سید محمد آیت اللہ تھے ۔ آپ ترمذی سادات سے تعلق رکھتے تھے ۔ موضع سنخرہ نیکخارہ ریاست سوات میں پیدا ہوئے ۔ بچپن ہی میں والدہ کا انتقال ہو گیا۔ اور کوئی بہن بھائی نہ تھا اس لئے آپ کے والد نے آپ کی پرورش کی خاطر دوسری شادی کر لی لیکن سوتیلی ماں نے بد سلوکی کی انتہا کر دی جسکی وجہ سے آپ کے والد نہایت دل برداشتہ ہو گئے ۔ اور آپ کو پانچ سال

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی عمر میں گھر سے نکال کر موضع تھانہ (موجودہ ضلع سوات) کے ایک متبحر اور صاحب نظر عالم حضرت مولانا عزیز اللہ صاحبؒ کی خدمت میں بغرض حصول علم بھجوا دیا۔ آپ عرصہ چھ سال تک ان سے مروجہ علوم حاصل کرتے رہے۔ اسی دوران آپ نے قرآن کریم بھی حفظ کر لیا۔ مروجہ علوم کی تکمیل کے بعد استاد صاحبؒ کی اجازت سے گیارہ سال کی عمر میں طلب علم کی خاطر سوئے ہند روانہ ہوئے۔ رہبر کامل کی تلاش میں صعوبات سفر کی پرواہ کئے بغیر اپنا سفر جاری رکھا۔ بہاولپور میں کچھ عرصہ قیام کیا اور مولانا محمد اسحٰق صاحبؒ سے کچھ کتب پڑھیں، بعد ازاں آلہ آباد پہنچے، جہاں یکتائے روزگار مولانا محمد فاروق العباسی الحنفی سے ملاقات ہوئی۔ اور انہی کے سامنے زانوئے ادب تہہ کر کے حصول علم میں مشغول ہو گئے۔ چونکہ نظریہ "تکمیل علم" تھا۔ لہٰذا جو کچھ ممکن ہو سکا ان سے اخذ کر لیا۔ لیکن کام ابھی تک نامکمل تھا۔

وہاں سے آپ ان ایام میں دہلی پہنچے۔ جس وقت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ، جناب مولوی کریم بخش صاحب پنجابیؒ کی خدمت میں پڑھایا کرتے تھے۔ چونکہ آپ کو اپنی علمیت اور قابلیت پر فخر تھا۔ اس لئے آپ نے مولوی کریم بخش صاحب پنجابیؒ سے دلیرانہ کہا کہ ہند میں کوئی عالم بھی نہیں جو میری علمی تشنگی ختم کر سکے۔ اور مجھے کماحقہٗ مطمئن کر سکے۔ یہ واقعہ حضرت مولاناؒ نے کئی بار خود دہرایا۔ سرحد کے باشندے جو کہ آج بھی ہندوستان میں ولایتی کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ وہ کوہستانی پٹھان جو کہ نہ اردو سمجھ سکتا تھا نہ بول سکتا تھا۔ اپنے سابقہ عربی اور فارسی کے علم کے بل بوتے پر اترایا۔ جناب مولوی پنجابیؒ نے مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کو اس ولایتی شاگرد کیلئے منتخب فرمایا۔ آپ نے کہا کہ اگر اس ولایتی نووارد اقلیم علم کی تسلی نہ کرا سکے تو ناک کٹوا دوں گا۔

حضرت گنگوہیؒ کافیہ کی کتاب اٹھا کر نئے شاگرد کو پڑھانے لگے۔ چونکہ کافیہ تو آپ نے تھانہ (سوات) ہی میں حفظ کیا تھا۔ اس کی تشریحات حضرت گنگوہیؒ کی زبان مبارک سے سنیں تو آپ حضرت گنگوہیؒ کے گرویدہ ہو گئے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ابھی دارالعلوم دیوبند کو چند ہی سال ہوئے تھے۔ یہ واقعہ مصنف "تذکرۃ الرشید" نے لکھا ہے۔ لیکن اتنی تحقیق نہ فرمائی کہ آخر اس ولایتی عالم اور مجاہد کا نام بھی تحریر فرماتے۔ ہندوستانی اہل قلم حضرات نے جہاں تاریخ کی نقاب کشائی کی ہے وہاں صوبہ سرحد کے مشائخ و علماء کی خدمات کو یکسر نظر انداز کر دیا ہے۔ جو کہ تاریخ کے ساتھ ظلم اور ناانصافی کے مترادف ہے۔

اب ہند میں آپ کیلئے سب سے بڑا مسئلہ اردو زبان کا تھا۔ لہٰذا اس کام کا ذمہ بھی حضرت گنگوہیؒ نے لیا۔ اور آپ کو فارغ اوقات میں علوم مروجہ کے علاوہ اردو زبان بھی سکھانے لگے۔ آپ نے دو ماہ کی قلیل مدت میں نہایت روانی سے اردو بولنی اور پڑھنی شروع کر دی۔ آپ حضرت گنگوہیؒ کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ساتھ گنگوہ شریف چلے گئے اور وہیں ان کے حجرہ میں قیام پذیر ہوگئے اور ان کے علمی اور روحانی فیوضات وکمالات سے مستفید ہوتے رہے۔ حصولِ علم کے دوران آپ ہر وقت حضرتؒ کے قریب تر رہے۔ اور زمانۂ طالب علمی ہی میں آپ دیگر جید علماء وصلحاء اور بزرگانِ دین مثلاً جناب مولانا مملوک علی صاحبؒ۔ جناب مولانا محمد یعقوب صاحبؒ اور مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ اور مولانا حاجی امداد اللہ صاحبؒ مہاجر مکی سے بھی روحانی اور علمی طور پر فیضیاب ہوتے رہے۔ اور انہی ہستیوں کے ساتھ شانہ بشانہ انگریز سامراج کے خلاف جہاد میں برسرِ پیکار رہے۔ اور اسلام کی خاطر سرفروشانہ خدمات سرانجام دیتے رہے۔ بارہ سال تک دہلی اور گنگوہ میں حصولِ علم کے بعد پیر ومرشد حضرت گنگوہی کے حکم پر دیوبند تشریف لے گئے اور کئی سال تک برائے نام مشاہرہ پر درس وتدریس کے فرائض سے عہدہ برآ ہوتے رہے۔ اس کے بعد حضرتؒ کی اجازت سے مزید تحقیق وتدقیق کیلئے عازمِ حرمین شریفین ہوئے وہاں پر تحقیق وتدقیق کے ساتھ ساتھ درس وتدریس بھی فرماتے رہے۔

ہر سال جب قافلۂ ہند دیارِ حرم شریف پہنچتا۔ تو آپ پیر ومرشد کے حکم کے منتظر رہتے۔ بارہویں سال ریاضت ومجاہدہ کا وقت ختم ہوا۔ اور ۱۲۹۴ھ میں جب ہند سے یادگار تاریخی قافلہ سرزمینِ حجاز پہنچا تو مکہ میں شاہ عبدالغنی صاحبؒ اور پیر ومرشد حضرت گنگوہیؒ کی اجازت حدیث وسفارش سے حاجی امداد اللہ صاحبؒ مہاجر مکی سے شرفِ بیعت حاصل کیا۔

اس قافلۂ حجاز میں منتخب روزگار علماء وصلحاء حضرت نانوتویؒ، پیر ومرشد حضرت گنگوہیؒ، مولانا رفیع الدین صاحبؒ، مولانا محمد یعقوب صاحبؒ، شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحبؒ، حکیم ضیاء الدین صاحبؒ مولانا محمد مظہر صاحبؒ جیسی ہستیاں شامل تھیں اور پھر دوسرے سال ۱۲۹۵ھ کو آپ بھی اسی قافلہ کے ہمراہ ہندوستان تشریف لے آئے ۱۲۹۶ھ میں آپ حضرات کے حکم پر بحیثیت قاضی بھوپال مقرر کئے گئے کچھ عرصہ بعد آپ واپس درس وتدریس کیلئے دیوبند بلوائے گئے۔ اس کے بعد آپ کو سہسرام (صوبہ بہار) کے ایک دینی مدرسہ میں درس وتدریس اور اشاعت وتبلیغ دین کیلئے میر معظم حسین خان صاحب خانستہ آبادی اور نواب احسن اللہ خان صاحبؒ کی سفارش پر بلوایا گیا۔ ازاں بعد کلکتہ تشریف لے گئے اور محلہ سیٹھ ہرکشن لال کی ایک مسجد میں دینی مدرسہ جاری کیا۔ آپ کے زہد وتقویٰ اور علم وفضل سے لاکھوں عوام مستفیض ہوئے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ کلکتہ میں دو دو لاکھ عوام کے مجمع سے خطاب کرتا تھا۔ تو مجھ میں غرور پیدا ہوجاتا ہے۔ لیکن جب اکوڑہ خٹک پہنچتا ہوں تو یہاں کے عوام کی سردھری اور بُرے سلوک کی وجہ سے ذہن غرور سے پاک ہوجاتا ہے۔ شاید اسی وجہ سے حضرت گنگوہیؒ نے اکوڑہ میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مستقل قیام کی اجازت کا حکم دیا تھا کہ یہاں رہ کر بہتر تزکیہ نفس ہو جاتا ہے۔ پھر حکم ملا کہ سورت بمبئی جا کر یوسف اعظم غلام حسین صاحب میمن کے پاس قیام کریں۔ وہاں بوہرہ جماعت کا ایک فرقہ دین میں فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ وہاں جا کر قلمی اور لسانی جہاد شروع کریں۔ بمبئی میں میمن سیٹھوں کی مالی امداد سے ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی اور درس و تدریس کے ساتھ ساتھ وعظ و نصیحت کا سلسلہ شروع کیا۔ مدرسہ کے جملہ امور درست کرنے اور بدعات کے خلاف جنگ جیتنے کے بعد ایک بار پھر دہلی جانے کا حکم ملا۔ دہلی میں دین کے پروانوں کے ایک گروہ نے جس میں حاجی اللہ بخش محمد جان صاحبؒ۔ حاجی جیون بخش صاحبؒ، الحاج عبدالرحمٰن صاحبؒ، حافظ محمد ادریس صاحبؒ، محمد الیاس صاحبؒ اور محمد یوسف صاحبؒ نے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ اسی جماعت نے آپ کے قیام و طعام کا بندوبست کیا۔

متذکرہ بالا اصحاب جن کا اوپر ذکر کیا جا چکا ہے، ان میں سے اکثر و بیشتر اہل حدیث حضرات تھے اور جناب گنگوہیؒ کے خاص معتقد اور مرید تھے۔ آپ کو حضرتؒ جہاں جہاں بھجواتے رہے اپنے خاص عقیدتمندوں کے پاس بھجواتے، اور اس طرح آپ بدعات اور رسومات کے خلاف جہاد کرتے رہے۔ کچھ ہی عرصہ بعد آپ نے وطن واپس جانے کا ارادہ کیا۔ اور دہلی سے وطن روانہ ہوئے، راستہ میں مختلف مقامات پر قیام کرتے، اور پھر اگلی منزل کی طرف روانہ ہو جاتے۔ یہاں تک کہ اکوڑہ خٹک پہنچ گئے۔ اور رات مسجد تیلیاں بالمقابل سفید مسجد میں قیام کیا۔ نماز عشاء کے بعد لوگوں کو وعظ و نصیحت کی۔ اگلی صبح پھر نماز کے بعد تقریر فرمائی، لوگوں پر کچھ اثر ہوا، اور یہ خبر پورے گاؤں میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی کہ ایک عالم تشریف لایا ہے اور ہر نماز کے بعد وعظ و نصیحت کرتا ہے، اُسے سننے کیلئے گاؤں کے لوگ جوق در جوق آنے لگے۔

سفید مسجد کے متولی شیخ عبدالقادر صاحب تھے (جو حاجی محمد یوسف صاحب رکن دارالعلوم حقانیہ کے والد تھے) جو خود بھی اچھے عالم تھے۔ آپ کے پاس اپنے خاندان کے بزرگوں سمیت آئے، آپکی باتیں سنیں تو آپ کے گرویدہ ہو گئے۔ آپ کے سسر جناب شیخ امیر باباجی صاحبؒ نے آپ کو اپنا ذاتی مکان رہائش کیلئے مفت دے دیا۔ شیخ خاندان کے دیگر مقتدر و معزز حضرات نے آپ کی کما حقہٗ قدر کی بعض نے کاشت کیلئے مفت اراضیات دے دیں اور آپ سے یہاں مستقل رہائش اختیار کرنے کی اپیل کی۔ اہل ایمان اور اہل علم نیز علم کے قدر دانوں نے آپ کے گرد ایک عظیم حلقہ بنا لیا، چونکہ آپ کا مشن عوام کو بدعات اور رسومات کے خلاف صف آرا کرنا تھا اس لئے یہ نہایت ضروری تھا کہ وہ جاہل اور بے علم مولوی یا پیش امام جو کسی نہ کسی طریقہ سے سادہ لوح عوام کو یا تو لوٹ رہے تھے یا ان پر کسی طریقہ سے اپنی بالادستی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قائم رکھنا چاہتے تھے، یا وہ جھوٹے اور غلط پیر جن کے مفادات کو نقصان پہنچنے کا یقین ہوگیا تھا، آپ کے خلاف ہوگئے اور آپ کے ساتھ مناظروں پر اتر آئے، نیز آپ کے خلاف عوام کو بھڑکانے لگے۔ صوبہ سرحد میں علماء کی کمی تو نہ تھی، لیکن یہ بات ضرور تھی کہ وہ صرف منطقی علماء تھے اور حدیث سے یا تو واقف نہ تھے اور اگر تھے تو چونکہ حدیث سے ان کے ذاتی مفادات کو نقصان پہنچتا تھا۔ اس لئے اُسے پس پشت ڈال دیا تھا۔ آپ نے یہاں بھی اُسی جہاد کا سلسلہ شروع کیا جو کہ حضرت گنگوہیؒ اور ان کے مقتدا و پیشواؤں کا مشن تھا۔ صوبہ سرحد میں سب سے پہلے باقاعدہ درسِ حدیث کا آپ نے اسی مسجد میں اہتمام کیا اگر مبالغہ سے کام نہ لیا جائے تو کہنا درست ہوگا کہ آپ صوبہ سرحد میں اوّلین خدامِ حدیث میں سے تھے۔

آپ کو اکوڑہ سے نکالنے آپ کو طرح طرح کی تکالیف پہنچانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی گئی۔ اکوڑہ خٹک کی گلیوں اور بازاروں میں لوگ آپ کو پتھروں سے مارتے، آپ کا مذاق اڑاتے، لیکن آپ نے اپنا مشن نہ چھوڑا۔ آپ کہا کرتے تھے کہ آج لوگ حدیث سن کر مجھے پتھروں سے مارتے ہیں لیکن ایسا وقت ضرور آئے گا۔ کہ سرزمینِ اکوڑہ کا ایک جاہل بھی ایک شیخ الحدیث کی طرح کئی معتبر احادیث کا حافظ ہوگا۔ آپ دعا فرمایا کرتے تھے کہ رب العزت اکوڑہ خٹک کی سرزمین کو مرکز حنفاء اسلام بنائے۔

آپ نے یہاں پیر پرستی کے خلاف اور بدعات و رسوماتِ بد کے خلاف سلسلۂ جہاد شروع کیا۔ یہاں پر قضاء عمری اور اشارہ پر کئی مناظرے ہوئے۔ آپ نے دینِ حق کی اشاعت و تبلیغ کیلئے ہر خطرہ کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ آپ کے زہد و تقویٰ اور علمی تبحر سے عقلِ سلیم رکھنے والے حضرات بہت متاثر ہوئے۔ اور آپ کے معتقد بن گئے۔ اکوڑہ خٹک کے معزز خاندان سادات کے بزرگ جناب سید امیر شاہ صاحبؒ عرف باجیؒ نے اپنی بیٹی سیدہ روشن بی بی آپ کے عقد میں دے دی جو نہایت پارسا اور پابندِ صوم و صلوٰۃ خاتون تھیں اور دینی کتب اور قرآن کریم ناظرہ جناب الحاج سید مہربان علی شاہ صاحب بخاری کی والدہ ماجدہؒ سے پڑھ چکی تھیں جو کہ زہد و تقویٰ اور پارسائی کیلئے اپنی مثال آپ تھیں۔ آپ کی رخصتی شیخ امیر باباجی صاحبؒ ہی کے عنایت کردہ مکان میں ہوئی۔ یہ شرف بھی اکوڑہ خٹک کے شیخ خاندان کو حاصل ہوا کہ انہوں نے یکتائے روزگار علامہ کیلئے سب کچھ وقف کر دیا۔

مستقل سکونت اختیار کرتے ہی علاقہ بھر کے علماء و فضلاء آپ سے فیض حاصل کرنے کے لئے اکوڑہ پہنچنے شروع ہو گئے، ان میں سے کچھ تو آپ کے معتقد بن گئے۔ اور کچھ آپ کے خلاف ہو گئے۔ چند سال قیام کے بعد آپ کی خدمات کی ضرورت پڑی۔ تو آپ بچوں کو چھوڑ کر گوپال راؤ واقع ناگپور بلا لئے گئے وہاں مسجد حسام الدین میں قیام کیا۔ اور شرک و بدعات کے اس مرکز میں جہاد کا آغاز کیا۔ وہاں کچھ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عرصہ قیام کے بعد واپس اکوڑہ خٹک تشریف لے آئے، اور محلہ حجاماں دخیاطان میں اپنے سُسر کے عنایت کردہ مکان میں مستقل طور پر رہائش پذیر ہو گئے۔ اور مزار شریف اخوالدین سلجوقی صاحبؒ المعروف بہ اخوندین صاحبؒ کے ساتھ ملحقہ مسجد میں باقاعدہ مدرسہ کی بنیاد ڈالی اور درس قرآن و حدیث کا آغاز کیا۔ آپ کے پاس افغانستان، روس، ترکستان اور وسط ایشیا کے دور دراز ممالک سے طلبہ حصول علم کیلئے آنے لگے، آپ کی علمی شہرت سن کر اس وقت کے علماء صلحاء اور خوانین حضرات بھی آپ سے بہرہ ور ہونے کیلئے تشریف لائے۔ آپ نے سوات صاحبؒ اوّل، پیر صاحبؒ مانکی شریف، بڈے ملا صاحبؒ، اسوٹا باباجی صاحبؒ، کوٹھے ملا صاحبؒ اکوڑہ خٹک کے قاضی انوار الدین صاحب کے جد امجد مرحوم کے ساتھ بھی مختلف مسائل پر مناظرے اور مباحثے کئے اور بعض مقامات پر مناظروں اور مباحثوں کیلئے اپنے ہی شاگردوں کو بھجوایا جو کہ کامیاب و کامران رہے۔ اور ان میں سے اکثر و بیشتر آپ کی علمیت کے معترف ہو گئے۔ اور بعض اصحاب و حضرات کی آپس میں مخالفت شروع ہو گئی، جو بعد میں ایک دوسرے پر وہابی وغیرہ کے فتوے لگانے لگے۔

جناب مولانا سید حبیب شاہ صاحب بخاریؒ نے اپنی سوانح حیات میں تحریر کیا ہے۔ کہ امام فقہ حضرت علامہ سخرتے صاحبؒ نے جس طرح دین کی خدمت صوبہ سرحد اور پنجاب میں کی ہے شاید کہ کوئی کر سکا ہو کیونکہ اس دور میں پیر پرستی اور بدعات کا زور تھا اور مسلمانوں میں نئے نئے بدعتی فرقے پیدا ہو رہے تھے۔ لیکن آپ نے تن تنہا اس جہاد کا بیڑا اپنے کاندھوں پر اٹھایا جو کہ بعد میں ایک عظیم قافلہ بن گیا۔ سرزمین اکوڑہ خٹک پر جب حاجی صاحبؒ ترنگزئی نے قدم رکھا۔ تو سیدھے آپ کے پاس ملاقات کے لئے تشریف لائے، اس وقت حضرت العلامہ شیخ الحدیث جناب مولانا عبدالحقؒ صاحب بانی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کم سن تھے، آپ کے والد ماجد علامہ مولانا معروف گل صاحبؒ آپ کے مکان پر انہیں بغرض دعا اپنے ساتھ لے آئے اور آپ کیلئے خلوص دل سے دونوں عظیم المرتبت ہستیوں نے دعا فرمائی۔ اور انہی کی دعاؤں کے طفیل رب العزت نے آپ کو علم و فضل کے کمالات سے نوازا ہے اور آپ کی وہ دعا قبول ہو گئی، آج سرزمین اکوڑہ خٹک دنیا میں ایک بڑا مرکز دین اسلام ہے اور یہاں سے لاکھوں تشنگان علم سیراب ہوتے۔

یہ بات یقینی ہے کہ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔ ایک زمانہ ہوا ہے کہ یہاں ایک چشمۂ علم جاری کیا گیا تھا۔ اس سے لاکھوں عوام مستفیض ہوئے۔ پھر کچھ عرصہ بعد کچھ نہ کچھ سلسلہ جاری رہا۔ دارالعلوم حقانیہ کے آغاز سے یہی سلسلہ پھر سے زور و شور سے شروع ہو گیا اور انشاء اللہ تاقیامت جاری

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رہے گا۔ انگریزوں کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے پر کئی بار آپ جیل بھجوائے گئے۔ اور کئی بار آپ کو پابند مسکن کیا گیا۔ کئی مرتبہ آپ کو پابندِ ضمانت کیا گیا جب ہند میں انگریز مخالف تحریکات چل رہی تھیں، تو سب سے پہلے دارالحرب کا نعرہ آپ نے لگایا جس کی وجہ سے آپ کو تحصیل بدر کر دیا گیا۔ آپ نے امازو گڑھی ہجرت فرمائی۔ اور وہاں مدرسہ شروع کیا۔ نیز مکان کیلئے زمین بھی خریدی لیکن مقدمہ جیتنے کے بعد واپس اکوڑہ خٹک تشریف لے آئے اور سلسلۂ درس و تدریس شروع کیا۔ اکوڑہ خٹک میں قاضی انوار الدین صاحب قاضیٔ شہر کے والد ماجد مرحومؒ، قاضی امین الحق صاحب مرحومؒ، مولانا شفیع اللہ صاحبؒ مرحوم خیاط، مولانا امیر الدین صاحب قریشی مرحومؒ، خان بہادر محمد زمان خان خٹک صاحب مرحومؒ، شیخ عبدالمنان صاحب مرحومؒ، شیخ امیر باباجی صاحب مرحومؒ، شیخ عبدالقادر صاحب مرحومؒ والد ماجد شیخ حاجی محمد یوسف صاحب خادم خاص دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ خان محمد حسین خان صاحبؒ سب سے پہلے شاگرد تھے۔ بعد میں بابو امجد علی صاحبؒ ہیڈ کلرک گورا ہسپتال نوشہرہ صدر (موجودہ سی۔ ایم۔ ایچ نوشہرہ) جناب سیٹھ محمد سعید صاحبؒ لال کرتی نوشہرہ صدر۔ محمد انور خان صاحبؒ درانی نوشہرہ کلاں۔ مولانا غلام خان صاحب آف جہانگیرہ پار سید عشرت علی شاہ صاحب بخاریؒ۔ جناب مولانا عبدالحق صاحب قندھاری (بقیدِ حیات) جو کہ اس وقت بھارت کے کسی دینی مدرسہ میں بحیثیت شیخ الحدیث کام کر رہے ہیں۔ جناب مولانا شاہ زمان صاحب کابلیؒ۔ جناب مولانا سید سعادت شاہ صاحب کاکاخیل (بقیدِ حیات) آپ کے شاگرد رہے۔

بعض مسلمان افسران بھی تعطیل کے دن آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کچھ نہ کچھ مسائل سیکھ جاتے اور بعض مقدمات کے فیصلوں کیلئے آپ کی خدمت میں شرعی مسائل اور فیصلوں کی تصحیح کیلئے تشریف لایا کرتے تھے۔ ان میں سابق تحصیلدار نوشہرہ جناب خان بہادر محمد علی قلی خان صاحبؒ۔ جناب شہسوار خان صاحب کوہاٹیؒ اسسٹنٹ کمشنر نوشہرہ۔ جناب محمد ظریف خان صاحب پشاوریؒ کمشنر اور نواب محمد اکبر خان صاحب ہوتی۔ اکبر دارالعلوم مردان قابلِ ذکر ہیں۔

۱۹۱۹ء میں آپ پر فالج کا حملہ ہوا، تین سال تک آپ صاحبِ فراش رہے صحت یاب ہونے کے فوراً بعد آپ کا بڑا بیٹا جو کہ کم سنی میں علوم و فنون میں کمال حاصل کر چکا تھا، فوت ہو گیا۔ اسکی جدائی کے صدمہ کے بعد آپ نے خلوت نشینی اختیار کر لی۔ اور ۹ اکتوبر ۱۹۲۴ء میں کسی کے ہاں فاتحہ پڑھنے گئے وہاں تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد اپنے شاگردوں سے کہا کہ ڈیوڑھی میں وہ چبوترہ جہاں بیٹھ کر درسِ حدیث و قرآن دیا کرتے تھے، اُسے صاف کر کے وہاں دری پر تکیے لگا دو۔ تھوڑی دیر بعد کچھ خاص مہمان آ رہے ہیں، میں بھی آ رہا ہوں۔ شاگرد بہت حیران ہوئے، لیکن حکم کی تعمیل کرنے کیلئے خاموشی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے روانہ ہو گئے اور تکمیل حکم کر بیٹھے ۔ تھوڑی دیر بعد آپ بھی تشریف لے آئے ۔ عصر کی نماز ہو چکی تھی اتنے میں آپ چبوترے پر بیٹھے ہی تھے کہ اچانک ڈیوڑھی کے دروازے پر نظر پڑتے ہی آپ کھڑے ہو گئے ۔ ہوا میں کسی کے ساتھ مصافحہ کیا ۔ اور سلام کا جواب دیا ۔ اس کے بعد بیٹھنے کو کہا ۔ اور پھر پوچھا کیا آپ میری چیز لے آئے ہیں ۔ پھر دونوں ہاتھ آگے بڑھائے جیسے کوئی چیز لے رہے ہوں ۔ اس کے بعد ہاتھ واپس ہوا میں بڑھاتے ہوئے کہا کہ یہ میری چیز نہیں اسے واپس لے جاؤ ۔ اور میری چیز لے آؤ ۔ تھوڑی دیر بعد یہی عمل پھر دہرایا ۔

ایسی باتیں کرتے ہوئے جب بڑے بیٹے سید عبداللہ شاہ صاحبؒ نے انہیں دیکھا تو بے اختیار آپ کی گود میں گر پڑے ۔ لیکن آپ نے یہ کہتے ہوئے انہیں گود سے اٹھا لیا کہ ایسا نہ کریں آپ کے جسم اور کپڑوں پر روغن لگ جائیگا ۔ اس کے بعد مہمانوں کو رخصت کیا اور خود شام کی نماز کیلئے مسجد تشریف لے گئے ۔ اور حسب معمول مغرب اور عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد گھر واپس لوٹے ۔ آپ زندگی بھر زمین پر سوتے رہے ۔ گھر میں کتب خانہ کی کوٹھڑی میں سویا کرتے تھے ۔ لیکن اس رات خلاف عادت آپ مکان کے بڑے کمرے میں چارپائی پر سو گئے اور صبح صادق سے پہلے اپنی بیوی کو جگایا اور اُسے صرف اتنا کہا کہ آپ کو اور بچوں کو خدا کے سپرد کر دیا ہے ۔ خدا آپ کا اور بچوں کا حافظ اور نگہبان ہو ۔ اس کے بعد کلمہ شہادت پڑھ کر چارپائی پر لیٹ گئے ۔ جب بیوی چارپائی تک پہنچی تو آپ داعئ اجل کو لبیک کہہ چکے تھے ۔

آپ کی وفات پر پورے گاؤں میں کہرام مچ گیا تھا ۔ اور شیخ غلام ربانی صاحبؒ عرف چاچا ربانی نے اس ماتم اور سوگ میں اس طرح کردار ادا کیا کہ مسلمان تو درکنار ہندوؤں اور سکھوں کو بھی اس ماتم میں شرکت کیلئے تین دن تک پورا بازار بند رکھنے پر مجبور کیا ۔ پورے شہر میں تین دن تک بازار دکانیں اور سب کاروبار بند رہا جس خاندان کے بزرگوں نے آپ کا ساتھ دیا اسی خاندان کے باقیات صالحات نے موت کے بعد بھی انہیں کسی دوسرے قبرستان دفن کرنے نہ دیا ، بلکہ اپنے ہی بزرگوں کے ساتھ انہیں بھی دفن کیا نیز آپ کی اولاد کیلئے قبرستان کی زمین وقف کر دی ۔ اس طرح ایک جید عالم اور صاحب مرتبہ بزرگ کی زندگی کی شمع گل ہو گئی ۔

آپ کے پاس ایک عظیم کتب خانہ تھا جس میں نایاب قلمی نسخے تھے ، اور ایسی کتب تھیں جو کہ آج بھی بہت مشکل سے ملتی ہیں ۔ بعد میں وہ کتب خانہ نواب آف ہوتی جناب محمد اکبر خان صاحبؒ نے کچھ خرید لیا جس میں ان کے ہاتھ کا تحریر کردہ شرح ترمذی شریف قلمی بھی وہ لے گئے اور آج تک ان کے کتب خانہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں موجود ہے۔ اور اسی طرح ایک اور قلمی نسخہ ترمذی شریف کی شرح کا جناب مولانا محمد ایوب صاحب بنوری کے دار العلوم کے کتب خانہ یا ان کے ذاتی کتب خانہ واقع دار العلوم سرحد بھانہ باڑی میں موجود ہے۔ کچھ مطبوعہ اور غیر مطبوعہ نسخے اب بھی موجود ہیں جن میں رسالہ فیض مقالہ۔ رسالہ قضاء عمری۔ رسالہ تسنین الاشارہ۔ رسالہ فضائل العلم والعلماء۔ رسالۃ الجہاد والہجرت۔ رسالہ نحویہ بہ تحقیق امر۔ رسالۃ الجمعہ والجماعت۔ تفسیر متوفّی بجواب قادیانی۔ شرح قصیدہ بردہ (جو کہ حضرت شیخ الحدیث صاحب کے ذاتی کتب خانہ میں ہے۔) شرح ترمذی شریف قلمی دو نسخہ مطبوعہ منفرقہ پریس دہلی جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ النظر الغائر فی کشف الدائر۔ رسالۃ الفتور عن بوالق الدھور۔ رسالہ تجوید ضالین ظالین۔ رسالۃ خلعۃ المصلین۔ القول الجدید فی اثبات التقلید۔ اور کئی نادر ذاتی قلمی نسخے جو کہ انقلاب زمانہ کی نذر ہو گئے۔

ضمیمہ۔ از سمیع الحق۔

حضرت مولانا مرحوم کو اکابر اساتذہ کی خصوصی شفقت حاصل تھی اور بعض اکابر نے اپنے دست مبارک سے انہیں سند لکھ کر عطا فرمائی۔ الحمد للہ کہ یہ تحریرات اور متبرک نوادرات دست برد زمانہ سے بچ گئے اور راقم کے پاس موجود ہیں۔ پہلی تحریر حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی کی ہے جس پر حضرت نے ۶ رمضان ۱۳۱۰ ہجری کی تاریخ ثبت فرمائی یہ سند بڑے پوسٹ کارڈ کی ۱۹ سطروں پر مشتمل ہے۔

سند اجازت از دست مبارک حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد سید الانبیاء والمرسلین وآلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین الی یوم الدین اما بعد فیقول المفتقر الی رحمۃ ربہ الصمد الفقیر المدعو برشید احمد الانصاری نسباً والجنجوھی موطنا تجاوز اللہ تعالیٰ عن ذنوبہ ومعائبہ و رضی عنہ وعن مشائخہ ان المولوی الوقور ذا الفضل الموفور محمد عبد النور قد قرء علیّ واستمع عنی الامھات الست المشھورۃ عند المحدثین المحتویۃ علی الصحاح والحسان من احادیث الرسول السید الامین الصحیحین للشیخین والجامع للترمذیؒ

(خلاصہ مضمون (حمد و صلوٰۃ کے بعد) آپ اپنے رب کی رحمت کا محتاج فقیر رشید احمد کہتا ہے کہ ذی وقار اور فضیلت مآب مولانا محمد عبد النور نے مجھ سے صحاح ستہ احادیث پڑھیں، اور سنیں (آگے صحاح ستہ اور ان کے مولفین کے نام ہیں۔) اب چونکہ یہ اس کے اہل ہیں تو میں انہیں ان تمام کتابوں اور احادیث کی اجازت دیتا ہوں کہ مجھ سے انہیں روایت کریں اور میں اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے اور اپنے لئے دعا کرتا ہوں کہ مرضیات کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری آخرت دنیا سے بہتر فرما دے۔ ولا حول ولا قوۃ الخ والصلوٰۃ والسلام الخ

یہ تحریر میں نے ۶ رمضان ۱۳۱۰ ہجری کو لکھ دی الخ

© rasailojaraid.com

الحق

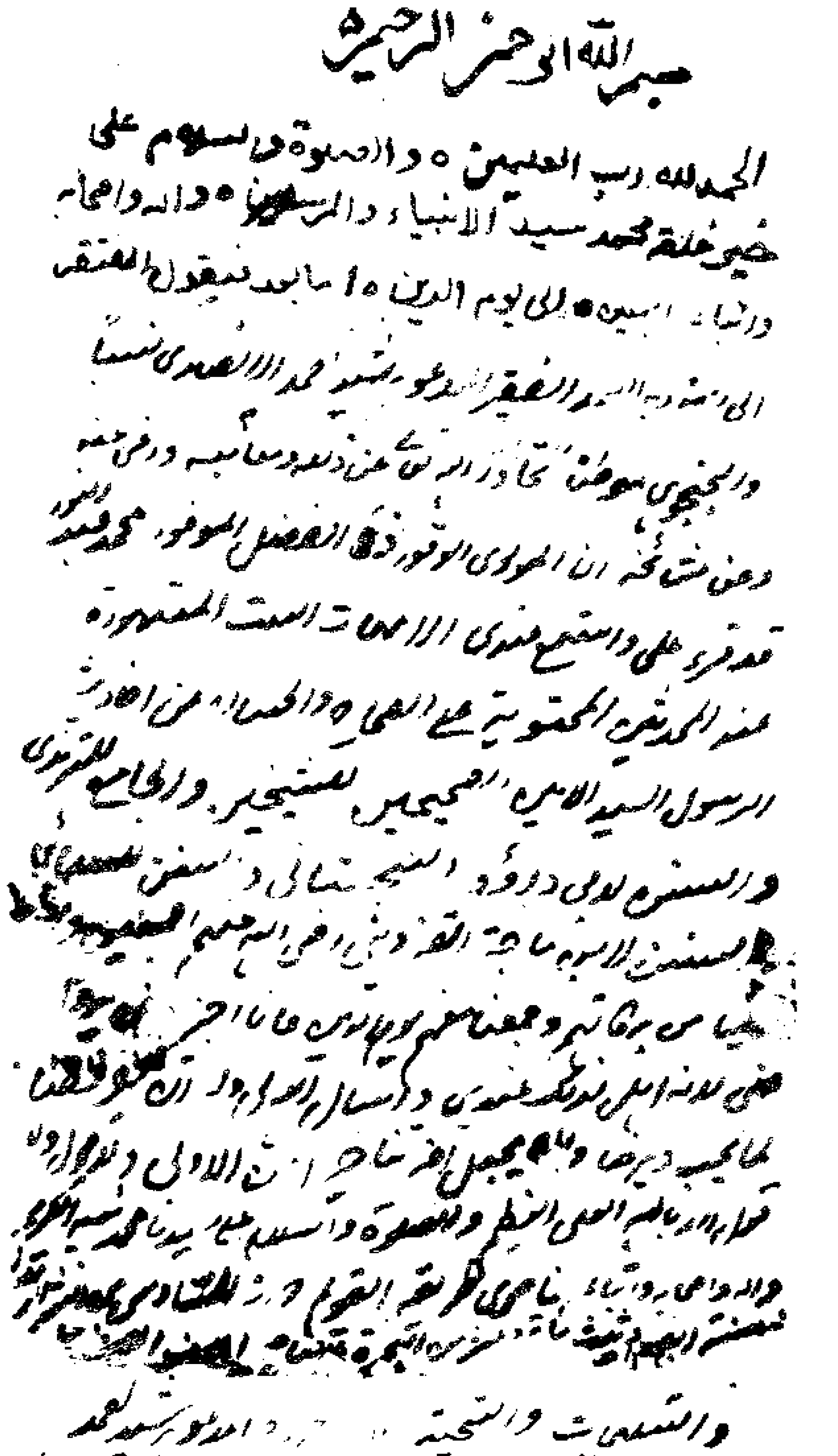

عکس تحریر ۔ مولانا رشید احمد گنگوہی

والسنن لابی داؤد والسجستانی والسنن للنسائی والسنن لابن ماجہ القزوینی رضی اللہ عنہم اجمعین وافاض علینا من برکاتہم وجمعنا معہم یوم الدین ۔ فانا اجیزہ ان یرویہا عنی لانہ اہل لذالک عندی واسال اللہ لی ولہ ان یوفقنا لما یحب ویرضی و یجعل آخرتنا خیرا من الاولی ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد نبیہ الکریم وآلہ واصحابہ واتباعہ ناصری طریقہ القویم حررتہ السادس من شہر رمضان سنۃ الف وثلثمأۃ وعشر من الھجرۃ علی صاحبہا الوف صلوٰۃ ۱۳۱۰ھ والتسلیمات والتحیۃ حررہ المدعو برشید احمد

حضرت گنگوہیؒ کا اپنے اس تلمیذ رشید سے جو تعلق خاطر تھا وہ صرف اس تحریری سند سے ظاہر نہیں ہو رہا ۔ بلکہ اس کا ثبوت مولانا مرحوم کے کئی مطبوعہ وغیر مطبوعہ تصانیف پر تقریظ کی شکل میں بھی ہو رہا ہے ۔ مولانا نے اشارہ کے سنتیت کے بارہ میں ایک بڑا عالمانہ اور مدلل رسالہ ۔ عین البشارۃ فی تسنین الاشارہ ردا ارباب البطالہؒ کے نام سے تحریر فرمایا ہے ۔ اس کے اخیر میں مشاہیر علم وفضل کے نظم ونثر میں نو دس تقاریظ ہیں ۔ اس رسالہ کی تمہیدی حصہ میں مولانا نے تسوید وتالیف رسالہ کے ضمن میں اکوڑہ خٹک کا ذکر جس انداز میں فرمایا ہے ۔ اس سے اس دور میں بھی اس بستی کے علم وفضل کے لحاظ سے اہمیت ظاہر ہوتی ہے ۔ فرماتے ہیں :۔

وتسوید ھا فی قریتی اللتی ھی مرکز حنفاء الاسلام ومراقد اکابر الصوفیہ الکرام سیما السادات العظام انار اللہ مضاجعھم ومتع الناس ببرکاتہم الی یوم التناد

اس رسالہ کی تسوید میرے گاؤں (اکوڑہ) میں ہوئی ۔ جو حنفاء اسلام کا مرکز اور اکابر صوفیاء کرام کی آخری خواب گاہ ہے ۔ بالخصوص سادات عظام کی اللہ ان کی قبر کو روشن کرے اور دنیا کو ان کی برکات سے قیامت تک بہرہ ور کرتا رہے ۔

ؔ کتاب کے ٹائیٹل پر لکھا ہے کہ سنت سنیہ اور مذہب حنفیہ کے اظہار کے لئے یہ رسالہ مزیل الشبہات فی تبطل الاشارات نامی کتاب کے رد میں لکھا گیا ہے مطبع گوپال راؤ ناگپور سے اور سن طباعت ۱۳۱۶ مطابق ۱۸۹۹ء ہے ۔ ۱۰۰ صفحات ہیں ۹۷ صفحات پر موضوع سے بحث کرتا ہے اس کے بعد تین چار صفحات تقاریظ ہیں ۔ آخر میں القول الجدید فی اثبات التقلید کے نام سے مولانا کا مختصر مقالہ بھی ہے ۔ (سمیع)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بہرحال اس کتاب کے صفحہ ۷۹ پر حضرت گنگوہیؒ کی تقریظ ان مختصر جامع الفاظ میں موجود ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حامداً ومصلیاً ما احسن ما اجاد فقد حقق واتقن ما اراد وما افاد جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء حیث احییٰ سنۃ خیر الخلائق وافضل العباد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین الی یوم التناد۔ حررہ العبد الراجی رحمۃ ربہ الصمد المدعو برشید احمد

تحریری سند مبارک حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ

اس کے بعد دوسری اہم سند حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن قدس اللہ سرہ العزیز کی ہے۔ جس میں حضرت شیخ الہند قدس سرہ نے انہیں ان تمام کتابوں کا ذکر کیا ہے جو مولانا مرحوم نے شیخ الہندؒ سے پڑھی ہیں۔ اس میں دورہ حدیث کے موقوف علیہ کے علاوہ درس نظامی کی مختلف علوم وفنون کی اکثر اہم کتابیں لکھی گئی ہیں۔ سند مبارک بڑے پوسٹ کارڈ سائز کے ۱۴ سطروں پر مشتمل ہے اور ۳ رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ تحریر ہے بعبارت حسب ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی لا شریك لہ ولا نظیر ولا ولی لنا غیرہ ولا نصیر واصلی واسلم علی رسولہ البشیر النذیر وعلیٰ آلہ واصحابہ اساطین الملۃ وارکان الشریعۃ بلا نکیر۔ اما بعد فان اخی فی دین اللہ الغفور (؟) الشکور المولوی محمد عبد النور فقد قرء علی من کتب التفسیر الجلالین والبیضاوی ومن کتب علم الکلام شرح المواقف ومن کتب علم العروض المفتاح ومن کتب علم البیان والمعانی المختصر والمطول للعلامۃ التفتازانی وقد قرء جمیع العلوم عندنا من العلماء الکرام فاجیزہ ان یدرس جمیع العلوم العقلیہ والنقلیہ فانہ مع جودۃ ذھنہ بذل جھدہ فی تحصیل العلوم کلھا واوصیہ کما اوصی نفسی بالتقویٰ فی السر والنجویٰ وادعوا لہ (؟) والفلاح وآخر دعوانا

خطبۂ مسنونہ اور حمد وصلوٰۃ کے بعد۔ امابعد میرے دینی بھائی مولوی محمد عبد النور نے مجھ سے علم تفسیر میں جلالین و بیضاوی علم الکلام میں شرح مواقف علم عروض میں عروض المفتاح اور علم بیان ومعانی میں مختصر المعانی اور مطول للعلامۃ تفتازانی پڑھی۔ اسی طرح تمام علوم ہمارے ہاں علما کرام سے پڑھیں۔ پس میں انہیں تمام عقلی اور نقلی علوم کے تدریس کی اجازت دیتا ہوں اس لیے کہ انہوں نے اپنے ذہن رسا کے باوجود تمام علوم کی تحصیل میں اپنی پوری جدوجہد خرچ کی۔ اور اپنے نفس کے ساتھ ساتھ انہیں بھی وصیت کرتا ہے کہ خلوت وجلوت میں اللہ سے ڈرتے رہیں اور ان کی صلاح وفلاح کی دعا کرتا ہوں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان الحمد للہ رب العالمین - فقط

حررہٗ محمد حسن مدرس اول مدرسہ دیوبند

مورخہ ۳ رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ

تحریری سند مولانا محمد اسحاق الہ آبادی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

البارع الاعز الموقر المولوی محمد عبد الغفور قد قرء لدیّ من المنطقیات شرح المطالع و شرح السلّم للقاضی وحمد اللہ ومن الامور العامۃ من حاشیۃ السیّد الزاھد علی المواقف قدس ما لکفاہ ومن الطبیعات الصدرا والشمس البازغہ ومن الاصول مسلم الثبوت والتلویح ومن الکتب الادبیہ کتاب للمقامات الحریری والحماسہ والمتنبی وسبعۃ المعلقہ وقصیدۃ البردۃ وبانت سعاد ومن الھیئۃ شرح چغمنی ومن الھندسۃ تحریر اقلیدس وللہ درّ ھذا الاعز الفاضل فقد جدّ فی التحصیل واجاد وبلغ ببذل جھدہ ودقہ تمیزہ وجودۃ نحویتہ وصرفیتہ بکلف قصدہ وارادہ

الفقیر الخاطی الناسی محمد فاروق الحنفی العباسی - کتبہٗ : الاحقر محمد اسحاق الہ آبادی عفی عنہ

محترم معزز ذی وقار مولوی عبد الغفور نے مجھ سے علم منطق میں شرح مطالع شرح سلم للقاضی وحمد اللہ امور عامہ حاشیہ زاہد علی المواقف کا معتدبہ حصہ پڑھا۔ اسی طرح علم فلسفہ میں صدرا اور شمس بازغہ اصول فقہ میں مسلم الثبوت اور تلویح - ادب عربی میں مقامات حریری حماسہ، متنبی، سبعہ معلقہ، قصیدہ بردہ - قصیدہ بانت سعاد اور علم ہیئت میں شرح چغمنی علم ہندسہ میں تحریر اقلیدس پڑھیں - اللہ جزائے خیر دے - اس فاضل اجل کو کہ انہوں نے تحصیل علم میں بڑی سعی اور خوب محنت کی - اپنی کوششوں ذہانت اور علمی استعداد صرف و نحو کی صلاحیتوں سے ہر فن میں کمال حاصل کیا ہے۔

تحریری سند حضرت مولانا محمد فاروق العباسیؒ

لہ بظاہر اس سے مشہور علامہ چڑیا کوٹی مراد ہیں - اگر ایسا ہے تو مولانا کے مختصر حالات یہ ہیں - آپ چڑیا کوٹ میں پیدا ہوئے منطق و ہیئۃ کی کتابیں مولوی عنایت رسول و شیخ معمر اور مولانا رحمت اللہ نور اللہ لکھنوی سے پڑھیں - اور فقہ واصول کی کتابیں مفتی محمد یوسف لکھنوی سے مدرسہ امامیہ حنفیہ جونپور میں پڑھیں - اس کے بعد حجاز مقدس تشریف لے گئے - واپسی میں ملک کے مختلف اطراف میں تدریس شروع کی - آخری عمر میں دارالعلوم لکھنؤ میں تدریس پر فائز ہوئے - عربی اور فارسی میں بہترین شاعر تھے - کئی رسالوں کے مصنف بھی ہیں - ۱۳ شوال ۱۳۲۷ھ کو آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الحکیم الخبیر العلیم القدیر والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ البشیر النذیر۔ امّا بعد فلما قرء علیّ عدۃ من الکتب الدرسیۃ المشتملۃ علی الفنون الادبیۃ والمعارف العقلیۃ والنقلیۃ الشرعیۃ الفطن الذکی والحبر الذکی الکمی العسوال الوقور المولوی سید محمد عبدالنور سلمہ اللہ وایدہ بما یحبہ ویرضاہ اعنی بما شرح السلم لحمد اللہ ولوامع الاسرار وشرح مطالع الانوار والشمس البازغۃ وشرح ھدایۃ الحکمۃ للصدرا والمقامات للحریری والمسلم واقلیدس

بعد حمد وصلوٰۃ جب کہ زیرک وذہین اور بہادر باکمال صاحب علم وفضل مولوی عبدالنور نے مجھ سے اسلامی علوم وفنون علوم عقلیہ ونقلیہ شرعیہ کی کئی اہم کتابیں پڑھ لیں۔ یعنی حمداللہ شرح سلم لوامع الاسرار اور شرح مطالع الانوار شمس بازغہ، شرح ہدایۃ الحکمۃ للصدرا، مقامات حریری اور مسلّم اور اقلیدس۔

واراد ان ..... وتدقیق وامعان نیہ دن؟ ....

کتبت ہٰذہ الاوراق وکشفت عن الحق لیکون سنداً لہ عند ما یراد الاحقاق۔

الاحقر الخاطی الناسی محمد فاروق الحنفی العاصی

:::::::::::::::::::::::::::::::

بقیہ از صفحہ ۱۶

اگر اس "سیر فی الارض" کے ذریعے یہ مقصد حاصل نہ ہو تو اس صورت میں بھی ایسے اسفار اس قسم کی آیات، کی رُو سے قابل اعتراض ہو سکتے ہیں۔ اس موضوع پر اس سے زیادہ تفصیل کی اس وقت گنجائش نہیں ہے۔

بہرحال اس تحقیق کے بعد اب ہم کو دیکھنا ہے کہ اس لفظ کے مفہوم میں روزہ رکھنے کے معنی کیسے اور کسطرح پیدا ہو گئے۔؟ چنانچہ معنائے دوم کے مطابق ظاہر ہو گیا کہ اس لفظ کے مجازی یا ثانوی معنی اوّلین طور پر عبادت و ریاضت کی خاطر گھر سے نکلنے کے ہیں، جو رہبانیت کا مترادف ہے۔ بالفاظ دیگر اہل کتاب کے یہاں مروجہ رہبانیت کی تعبیر عربوں کے یہاں "سیاحت" کے لفظ سے کی جاتی تھی، مگر جب اسلام آیا تو جہاں اُس نے بہت سے قدیم اور جاہلانہ افعال وتصوّرات کی اصلاح کی اور بہت سارے الفاظ کے معانی ومفہومات بدل دئے۔ اسی طرح اس نے رہبانیت کے اس غلط رواج کی بھی اصلاح کرتے ہوئے فرمایا کہ اب اس غیر فطری طریقۂ عبادت کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ بلکہ اس کے برعکس اس نے روزہ اور جہاد وغیرہ کو رہبانیت کا نعم البدل قرار دیا۔ جیساکہ مختلف احادیث سے اس مسئلے پر بخوبی روشنی پڑتی ہے۔ اس نقطۂ نظر سے اس موقع پر پہلے جہاد اور پھر روزے کے مفہوم ومصداق پر بحث کی جائے گی۔

(باقی آئندہ)

© rasailojaraid.com